جلد ۲۹ | ۲۵ تبلیغ ۱۳۲۰ ہش | ۲۸ محرم ۱۳۶۰ھ | ۲۵ فروری ۱۹۴۱ء | نمبر ۴۵

کیا مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک ختمِ نبوّت کا مُنکر کوئی نہیں؟

کچھ عرصہ ہُوا۔ مولوی محمد علی صاحب اختلافی مسائل میں سے مسئلہ کفر و اسلام پر بحث کرنے کے لئے بے حد اشتیاق ظاہر کر چکے ہیں۔ حالانکہ وُہ خود لکھ چکے ہیں۔ کہ:۔

(۱) "ہمارے درمیان جو اختلاف مسائل ہے۔ اس کی اصل جڑ مسئلہ نبوّت ہے"۔

(۲) "اصل جڑ سارے اختلاف کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوّت کا مسئلہ ہے"۔ (ٹریکٹ ۳۔ فروری ۱۵ء)

(۳) "مسئلہ نبوت پر تکفیر اہل قبلہ کی بھی بنیاد ہے"۔ (النبوۃ فی الاسلام دیباچہ)

جب مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک تمام اختلافات کی اصل جڑ مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہے۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ سب سے پہلے وُہ اس پر گفتگو کر کے کسی نتیجہ پر پہونچنے کی کوشش کرتے مگر اس کو نظر انداز کر کے وُہ مسئلہ کفر و اسلام پر اختلافات کی بنیاد قرار دینے اور اسی پر مباحثہ کرنے کے لئے بڑے زور شور سے آمادگی کا اظہار کرتے رہے کیونکہ وُہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس طرح جماعت احمدیہ کے خلاف عام لوگوں کو مشتعل کر کے انہیں اپنا حامی اور مددگار بنا سکتے ہیں۔ لیکن کس قدر تعجب کا مقام ہے۔ کہ حال میں مولوی صاحب کے شائع شدہ عقائد اور ان کی سابقہ تحریوں کی بناء پر جب ان سے مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق چند استفسارات کئے گئے۔ تو انہوں نے کئی دنوں کے غور و فکر کے بعد جو جواب دیا۔ وُہ نہایت ہی ناتسلی بخش تھا اور پھر جب اس جواب کی خامیوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔ تو اب انہوں نے بالکل خاموشی اختیار کر لی ہے۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ کفر و اسلام کے دل پسند مسئلہ پر سلسلہ گفتگو شروع ہونے کو غنیمت سمجھتے۔ اور دل کھول کر اپنے خیالات کا اظہار کرتے:۔

مولوی صاحب سے پوچھا یہ گیا تھا۔ کہ:۔

(۱) جب آپ ایک طرف تو اپنا یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ کہ:۔ "جو شخص ختم نبوۃ کا منکر ہو۔ اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہُوں"۔ اور دوسری طرف عام مسلمانوں کو اس لئے ختم نبوت کے منکر قرار دیتے ہیں۔ کہ وُہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت عیسٰے علیہ السلام جو آپ سے چھ سو سال پہلے نبی ہو چکے تھے۔ ان کے دوبارہ آنے کے قائل ہیں۔ تو پھر تمام مسلمان کہلانے والے اور کلمہ گو آپ کے نزدیک مسلمان ہیں۔ یا نہیں؟

(۲) آپ کا ایک طرف تو یہ دعوےٰ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی نبی ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا مگر جماعت احمدیہ قادیان آپ کو نبی مانتی ہے۔ اور دوسری طرف آپ اپنا یہ عقیدہ بیان کر چکے ہیں۔ کہ جو شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کے آنے پر ایمان رکھتا ہے۔ وُہ بھی بے دین اور خارج از دائرہ اسلام ہے۔ ان حالات میں جماعت احمدیہ کے متعلق آپ کا کیا فتوےٰ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانتی ہے۔ آپ اسے کلمہ گو ہونے کی وجہ سے مسلمان سمجھتے ہیں۔ یا ختم نبوت کا منکر قرار دے کر بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہیں:۔

اس کے جواب میں مولوی صاحب نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ وُہ نہ تو عام مسلمانوں کو ختم نبوۃ کے منکر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وُہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوبارہ آنے کے عقیدہ کی تاویل کر لیتے ہیں۔ اور نہ جماعت مبایعین کو ختم نبوت کی منکر قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ میاں صاحب (یعنی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ) بیعت میں اقرار لیتے ہیں۔ کہ بیعت کرنے والا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرے گا:۔

قطع نظر اس سے کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی سابقہ تحریوں میں نہ صرف عام مسلمانوں کو بلکہ مبایعین حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو بھی ختم نبوّت کے منکر قرار دے چکے ہیں سوال یہ ہے کہ اگر اب وُہ نہ مبایعین کو ختم نبوّت کے منکر قرار دیتے ہیں۔ اور نہ عام مسلمانوں کو۔ تو پھر ختم نبوّت کے منکر ان کے نزدیک ہیں کون؟ ان کے اس جواب سے جو انہوں نے ۳ جنوری کے "الفضل" کے مضمون کا دیا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وُہ کسی کو بھی ختم نبوت کا منکر نہیں سمجھتے۔ جماعت احمدیہ کو اس لئے نہیں۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بیعت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار لیتے ہیں۔ اور عام مسلمانوں کو اس لئے نہیں۔ کہ وُہ حضرت عیسےٰ کی دوبارہ آمد کے عقیدہ کی تاویل کر لیتے ہیں۔

پس جب کوئی بھی ختم نبوت کا منکر نہیں تو پھر بار بار مولوی صاحب کو اپنا یہ عقیدہ بیان کرنے کی کیا ضرورت پیش آتی ہے۔ کہ "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو۔ اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔

کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے جس مضمون میں یہ فرمایا ہے۔ کہ نہ کوئی احمدی ختم نبوت کا منکر ہے اور نہ غیر احمدی اسی میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو۔ اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔ اگر کوئی شخص ختم نبوت کا منکر ہی نہیں۔ تو پھر کسی کو اس وجہ سے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھنے کے معنی ہی کیا ہوئے۔ لیکن اگر کوئی ہے۔ تو مولوی صاحب فرمائیں۔ ان کے نزدیک ختم نبوت کے منکر کی کیا تعریف ہے۔ اور وہ تعریف کن لوگوں پر صادق آتی ہے ×

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۳ تبلیغ ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے دس بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت کھانسی کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

جناب مولوی عبد المغنی خان صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ اپنی اہلیہ صاحبہ کے علاج کے لئے لاہور گئے ہیں۔ دعائے صحت کی جائے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مولوی ابو العطاء صاحب کھر اور مولوی چراغ دین صاحب پشاور بھیجے گئے ہیں۔

کل اسسٹنٹ ریکروٹنگ افسر صاحب بٹالہ بھرتی کے لئے آئے۔ اور انہوں نے بعض نوجوان بھرتی کئے۔

میاں اللہ دتا صاحب ساکن بنگہ بعمر ۸۴/۸۵ سال وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون نعش کل یہاں لائی گئی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ احباب بلندی درجات کے لئے دعا کریں ×

وی پی واپس کرنیوالے اصحاب

ہم نے دوستوں کے نام وی پی ارسال کرنے سے کئی دن قبل اخبار میں استدعا کی تھی۔ کہ احباب مقررہ تاریخ سے قبل یا تو چندہ ارسال کر دیں یا وی پی روکنے کے متعلق اطلاع بھجوا دیں۔ جن دوستوں نے ان میں سے کوئی صورت بھی اختیار نہ کی۔ ان کے متعلق لازماً یہی سمجھا جا سکتا تھا۔ کہ وہ وی پی وصول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن افسوس کہ بعض دوستوں نے کمال بے اعتنائی سے وی پی واپس کر دیئے ہیں۔ اور اس طرح "الفضل" کو نقصان پہونچایا ہے۔ ہم تمام ایسے اصحاب سے مؤدبانہ عرض کرتے ہیں۔ کہ اس طریق عمل کو ترک کر دیں۔ اور اپنے آرگن کو عمداً نقصان پہونچانے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ ہر ممکن طریق سے اس کی مدد کریں ×

درخواست ہائے دعا

اخوند محمد اکبر صاحب ریٹائرڈ ہیڈ وی۔ سی محلہ دار الفضل کی لڑکی کے چہرہ پر ایک ماہ سے زائد عرصہ ہو گیا ہے اپریشن ہوا تھا جو ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا نیز ماسٹر نیاز احمد خان صاحب کن اہرانہ عرصہ قریباً تین ماہ سے بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔

ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانہ جات اور سر فریڈرک جیمز معہ لیڈی جیمز

کی

قادیان میں تشریف آوری

قادیان ۲۳ فروری ۱۹۴۱ء۔ آج صبح کی گاڑی سے سر جی بیودر ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانہ جات۔ سر فریڈرک جیمز ایم۔ ایل۔ اے معہ لیڈی جیمز اور مسٹر جین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات گورداسپور یہاں تشریف لائے۔ سٹیشن پر آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب معہ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب۔ مولوی عبد الرحیم صاحب درد۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب چودھری بشیر احمد صاحب۔ مولوی عبد الرحمن صاحب جنرل پریذیڈنٹ لوکل انجمن۔ ملک مولا بخش صاحب پریذیڈنٹ سمال ٹاؤن کمیٹی اور ملک عمر علی صاحب استقبال کے لئے موجود تھے۔

چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب اور جناب خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب کے ہمراہ میک ورکس کی نئی عمارت دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ جو سٹیشن کے قریب ہی تعمیر ہو رہی ہے۔ پھر تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ سکول کا تالاب۔ بورڈنگ تحریک جدید۔ نور ہسپتال۔ نصرت گرلز ہائی سکول۔ میک ورکس۔ دار الصناعت۔ سٹار ہوزری ورکس۔ دفتر دعوۃ و تبلیغ و الفضل۔ بکڈپو تالیف و اشاعت۔ مدرسہ احمدیہ۔ مہمان خانہ۔ نظارت بیت المال۔ دفتر محاسب۔ دفاتر صدر انجمن احمدیہ کا ملاحظہ کیا۔ نیز منارۃ المسیح پر چڑھ کر ارد گرد کا نظارہ بھی کیا۔ اور اس کے بعد آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی بیت الظفر میں تشریف لے گئے۔ جہاں چودھری صاحب موصوف کی طرف سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ معزز مہمانوں اور دیگر بعض اصحاب کو دعوت طعام دی گئی۔ بعد دوپہر ڈاکخانہ قادیان کا معائنہ کیا۔ ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانہ جات شام کی گاڑی سے واپس تشریف لے گئے۔

ہجری شمسی اور عیسوی مہینے

ہجری شمسی مہینوں کے نام عام طور سے ابھی ازبر نہیں ہوئے۔ بعض اوقات کیلنڈر نکال کر دیکھنا پڑتا ہے۔ لیکن کیلنڈر ہر وقت پاس نہیں ہوتا۔ اس لئے میں نے اسے چند اشعار میں ضبط کرنے کی سرسری کوشش کی ہے۔ کیونکہ اس طرح پر یہ حافظہ میں جلدی محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اشعار یہ ہیں۔ اکمل عفا اللہ عنہ

جنوری صلح فروری تبلیغ ماہ مارچ امان کو لایا
اپریل کا مہینہ جب آیا تو شہادت کا نام ہے پایا
مئی ہجرت ہے جون ہے احسان اور جولائی میں وفا آیا
ہیں اگست ظہور ہم معنی اور ستمبر تبوک کہلایا
اکتوبر اخاء سے مطلب ہے بھائی بندی کا راز سمجھایا
پھر نبوت مہ نومبر ہے اور دسمبر کو فتح فرمایا

یوم تبلیغ برائے غیر مسلم اصحاب

غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرنے کے لئے اب یوم تبلیغ ۲ مارچ ۱۹۴۱ء مقرر کیا گیا ہے۔ اس دن ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے اپنے مقام پر غیر مسلم اصحاب میں نہایت تحمل اور خوش گوئی کے ساتھ تبلیغ کرے۔ مرکز سے لٹریچر منگا کر تقسیم کرے۔ اور ایسے دوستانہ تعلقات آپس میں قائم کئے جائیں۔ کہ آئندہ بھی تبادلۂ خیالات کا موقعہ ملتا رہے

موت وحیات کا نشان

اور مولوی ثناء اللہ کا ایک صریح حوالہ سے تجاہلِ عارفانہ اور مغالطہ دہی کی کوشش

از جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے

مولوی ثناء اللہ۔ اور ان کے ہم رنگ دیگر عُلماء کی تحریرات پڑھنے سے انسان کے قلب پر جو اثر پڑتا ہے۔ وُہ یہ ہے کہ ان لوگوں کے دل میں اللہ تعالےٰ کا خوف نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس بات سے ڈرتے ہیں۔ کہ ان کے ادعاء کی اگر بعد میں تردید ہو گئی۔ تو خواہ مخواہ فضیحت ہوگی اور اگر ان کو لفظی رنگ میں کسی امر میں سہارا مل جائے۔ خواہ وُہ حقیقت سے کس قدر دُور ہو۔ اس سے ناجائز، اور غلط طریق پر فائدہ اٹھانے میں ذرا بھی تأمل نہیں کرتے۔ اور اس بات کو بھول جاتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ اللہ تعالےٰ کی مدد اور معیت متقین اور محسنین کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ لوگ اسلام کے ساتھ اس طرح سے کھیلتے ہیں۔ جیسا کہ وکلاء دُنیاوی قوانین یا بچے فٹ بال کے ساتھ۔ یہاں تک کہ عوام مذہب کے متعلق حق معلوم کرنے سے مایوس ہو جاتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

اس کے متعلق میں نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو ماہ نومبر ۱۹۳۹ء میں لکھا تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ نے طریق فیصلہ پیش کردہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زور سے **محض انکار ہی نہیں کیا** تھا۔ بلکہ اس کو غلط اور خلاف منہاج النبوۃ خلاف شریعت اور بے سُود قرار دیتے ہوئے ایک دوسری صورت فیصلہ کی پیش کی تھی۔ جس کو میں نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی تھی۔ آخری فیصلہ میں حضور نے دُعا فرمائی تھی:۔

"میں تیری رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہُوں۔ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔"

چونکہ آخری فیصلہ والے اعلان میں مولوی ثناء اللہ کو اختیار دیا گیا تھا۔ کہ اس کے جواب میں جو چاہے لکھے یعنی فیصلہ کا جو طریق چاہے اختیار کرے اسلئے مولوی ثناء اللہ نے اس سے فائدہ اٹھا کر کہا۔ کہ مجھے موت اور مباہلہ کا طریق منظور نہیں ہے۔ بلکہ میری زندگی لمبی کی جائے۔ اور اس میری طولِ عمر کے نشان کے ساتھ یہ نشان بھی ہو۔ کہ میں ثناء اللہ امرتسری آپ کی صداقت اور مامور من اللہ ہونے کے بہت سے نشانات آیات اور معجزات دیکھوں۔ جو میرے لئے عبرت کا مُوجب ہوں" اور اس کے بعد میں نے اصل حوالہ کے الفاظ بھی درج کر دیئے تھے۔ میری عبارت مذکورہ بالا پوری لکھ کر مولوی ثناء اللہ نے اصل الفاظ حوالہ سے انکار نہیں کیا۔ اور نہ ہی اپنے اصل الفاظ کو دُہرایا ہے۔ نہ ہی ان کی کوئی توجیہہ اور تشریح کی ہے۔ جو میری تشریح کے خلاف ہو۔ بلکہ چالاکی یہ کی ہے۔ کہ میرے تشریحی الفاظ پر اعتراض کر دیا ہے۔ تاکہ ناظرین یہ سمجھیں کہ اصل حوالہ ہی غلط ہے۔ مولوی ثناء اللہ کے اعتراض کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:۔

"ناظرین اس راستگو کی اس عبارت میں فعل کہا کو دیکھ کر غور فرمائیں۔ کہ اس کا فاعل مجھے بتایا ہے۔ پھر کیا اس کے آگے کے فقرے میرا مقولہ ہو سکتے ہیں۔ ذرا عبارت زیر خط کو غور سے پڑھ کر اس بھلے آدمی کی راستگوئی کی داد دیجئے!"

(اہلحدیث ۸ دسمبر ۱۹۳۹ء صـ۸)

اب میں مولوی ثناء اللہ کے اصل حوالہ کی عبارت کو دوبارہ دوہراتا ہُوں ناظرین اس کو پڑھیں۔ اور مولوی ثناء اللہ کی اس وقت کی بد حواسی اور انکار۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ سے فرار اور اس فانی دُنیا کی حیاتی کی محبت کو ملاحظہ فرمایئے۔ کہ کس طرح اُس نے کوئی شک، کوئی شبہ۔ کوئی امکانِ مباہلہ یا مقابلہ کا باقی نہیں چھوڑا۔ اور اس کے تمام راستوں کو ہر طرح سے روکنے کی کوشش کی ہے۔ اور ۱۸۹۶ء سے لے کر اس وقت تک جس بات سے انکار کرتے رہے۔ آخر اس کا اپنی قلم سے اقرار کیا۔ اب حوالہ متنازعہ کے اصل الفاظ درج ذیل ہیں:۔

"الف۔ اس دُعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔"

"ب۔ یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مر گیا۔ تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ جبکہ (بقول آپ کے) مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم مولوی اسماعیل علی گڑھی مرحوم۔ اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن اسی طرح سے مر گئے۔ تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ہے؟ ٹھیک اسی طرح اگر یہ واقعہ بھی ہو گیا۔ تو کیا نتیجہ؟"

(اہلحدیث ۲۶- اپریل ۱۹۰۷ء صـ۵ کالم ۱)

ج۔ "تمہاری یہ دُعا کسی صورت میں فیصلہ کُن نہیں ہو سکتی۔"

(اہلحدیث ۲۶- اپریل ۱۹۰۷ء صـ۵ کالم ۲)

آپ نے پہلے اپنے گزشتہ مضمون مندرجہ "اہلحدیث" ۱۹- اپریل کے فقرہ ۴ میں لکھا تھا۔

"خدا کے رسُول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں۔ اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص ہلاکت و مصیبت میں نہ پڑے مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دُعا کرتے ہیں۔"......

"اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو قبول کر سکتا ہے......... مرزائیو! تمہارا گرو اور تم کہا کرتے ہو۔ کہ مرزا صاحب منہاج النبوۃ پر آئے ہیں۔ کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بُلایا ہے۔"

(اہلحدیث امرتسر ۲۶- اپریل ۱۹۰۷ء)

"پیارے ناظرین! آج کل طاعُون سے مر جانا کونسی بڑی بات ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کوئی ایسی نشانی دکھاؤ۔ جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ مر گئے تو کیا دیکھیں گے۔ کیا ہدایت پائیں گے۔ اور اگر آپ مر گئے۔ تو ہم کس کو الزام دینگے اس لئے آپ خدا سے دُعا کریں۔ کہ کوئی ایسی علامت مع تاریخ مقرر کریں۔ جسے دیکھ کر ہم بھی آپ کی ہدایت سے مستفیض ہُوں۔ آپ کو تو بقول آپ کے خدا نے کئی دفعہ کہا ہے۔ کہ جب تو دُعا کرے گا۔ میں قبول کرونگا پھر اب کیا مشکل ہے۔ کہ آپ میرے سوال کو دُعا سے حل کر دیں۔ اور بس!"

(اخبار وطن ۲۶- اپریل ۱۹۰۷ء نمبر ۱۶ جلد ۲)

اب ناظرین مولوی ثناء اللہ کی اپنی تحریرات مندرجہ "اہلحدیث" و "وطن" پڑھ لیں۔ اور میرے خلاصہ پر غور فرمالیں میں نے مولوی ثناء اللہ کے متعلق جب "کہا" کا استعمال کیا ہے۔ تو اس کے بعد "کہ" لفظ استعمال کیا ہے۔ اور کوئی خطوط وحدانی یا نقطے برائے حوالہ استعمال نہیں کئے۔ جس کا صریح مطلب یہ ہے۔ کہ یہ "کہ" بیانیہ ہے۔ اور مولوی صاحب کے اصل الفاظ مراد نہیں۔ بلکہ ان کے الفاظ کا مطلب مراد ہے۔

چونکہ اصل مضمون میں مختصر حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔ اس لئے دھوکہ دہی یا دروغگوئی کا وہم بھی نہیں ہوسکتا۔ اگر حوالہ کے اصل الفاظ درج نہ ہوتے۔ پھر شبہ کی گنجائش تھی۔ لیکن اصل صورت جو موجود ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے دروغگوئی یا دھوکہ دہی کا شائبہ بھی نہیں ہوسکتا۔ حوالہ کا صریح مطلب یہ ہے۔ مولوی ثناء اللہ کو طریق فیصلہ مندرجہ اعلان نامنظور تھا مولوی صاحب کی اجازت اور علم کے بغیر شائع کیا گیا تھا۔ نیز وہ طریق بقول مولوی صاحب علاوہ منہاج نبوت کے خلاف ہونے کے غیر مفید اور دھوکہ کا موجب ہوسکتا تھا۔ اس لئے مولوی صاحب نے کہا کہ مجھے موت کا نشان منظور نہیں۔ اگر میں مرگیا تو مجھے کیا فائدہ ہوگا۔ بات تب ہے۔ کہ میں زندہ رہوں اور آپ کی صداقت کے نشانات دیکھوں اور آپ کی ہدائت اور فیضان سے مستفیض ہوکر عبرت حاصل کروں۔ اور آخر میں حضور سے درخواست کی ہے۔ کہ حضور اس نئے طریق فیصلہ مجوزہ و پیشکردہ مولوی ثناء اللہ کے لئے دعا کرکے اللہ تعالےٰ سے منظوری حاصل کرلیں۔ اس سے زیادہ صراحت کیا ہوسکتی ہے۔

باقی اعتراضات سب ضمنی ہیں جن کا پہلے جواب دیا جاچکا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ یہ تمام کارروائی الہٰی تصرف کے باعث ہوئی۔ مولوی ثناء اللہ ۹ دفعہ مباہلہ یا قسم مؤکد بعذاب سے فرار کرچکا تھا۔ اس دفعہ چونکہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا تھا۔ کہ اس کے نیچے مولوی ثناء اللہ جو چاہے لکھدے یعنی فیصلہ کا جو طریق چاہے اختیار کرے۔ اسکے لئے فرار مفید نہیں ہوگا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ نے زندہ رہ کر نشانات صداقت دیکھنے کی خواہش کی تھی۔ اور آخر میں طنزاً لکھا تھا۔ کہ اس کے لئے دعا کریں۔ سو اللہ تعالےٰ نے ایسا ہی کیا۔ اور تعیین نوعیت نشان بھی اللہ تعالےٰ نے پوری کردی۔ کیونکہ ان مخالف اور معاند علماء کو یہ بار بار بتلا دیا گیا تھا۔ کہ ہماری طرف سے مزید صراحت اور تعیین نشان کی ضرورت نہیں۔ تم لوگ خود اپنے لئے تعیین نشان کرلو اس کے مطابق اگر اللہ تعالےٰ نے چاہے تو تمہاری خواہش اور مطالبہ کے مطابق نشان دکھلائے۔ باقی اعتراضات سب ضمنی ہیں۔ جن پر اس وقت بحث کی ضرورت نہیں۔ ہاں مولوی ثناء اللہ کا یہ مطالبہ بجا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اعلان کے بعد مولوی ثناء اللہ کے مطالبہ کے بعد حضور علیہ السلام کی صداقت کے نشانات ظہور میں آئے ہیں یا نہیں۔ اس کے متعلق مختصر جواب اس سے پہلے مضامین میں دیا جاچکا ہے۔ اور (۱) میں نے لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات بھی حضور کی صداقت کا نشان ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی وحی کے مطابق ہوئی۔ (۲) دوسرا نشان صداقت یہ ہے۔ کہ جیسا کہ حضور نے الوصیت میں فرمایا تھا۔ آپ کے بعد یہ سلسلہ برباد نہ ہوا بلکہ پہلے سے زیادہ ترقی ہوئی۔ اور حضرت مولانا نورالدین خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہوئی۔ اور دشمنان دین پر ملاں اور ملانے پیر اور پادری اور شیوخ و برہمن اپنے اپنے طریق مخالفت میں تمام زور خرچ کرکے سب تھک کر بیٹھ گئے ہیں۔ اور مولوی ثناء اللہ بے جا اور بے ہودہ اعتراضات کرنے کے لئے زندہ ہے۔

(۳) خلافت احمدیہ کا قیام اللہ تعالےٰ کے نشانوں میں سے ایک بہت بڑا نشان ہے خاصکر جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ حضور نے اللہ تعالےٰ کی وحی کے ماتحت فرمایا تھا۔ کہ میرے بعض خلفاء میری اولاد میں سے ہوں گے۔ اور ان کے ذریعہ حضور کا کام اور جماعت ترقی کرے گی۔ (ملاحظہ ہو تذکرہ صـ۱۶۷ و صـ۱۶۸)

(۴) پھر اللہ تعالےٰ کی وحی نے مزید تخصیص اور تعیین کی اور فرمایا کہ حضور کی اولاد میں سے ایک خلیفہ ہوگا جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فضائل پائے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت فضل عمر خلیفہ ثانی جماعت احمدیہ حضور کے خلیفہ ثانی ہیں۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل امور میں حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ میں مماثلت پائی جاتی ہے۔

(۵) حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابہ کرام میں کشف اور رویاء میں ممتاز تھے۔ اسی طرح حضرت فضل عمر ایدہ اللہ اس امر میں جماعت احمدیہ میں ممتاز ہیں۔

(۶) حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ کے ذریعہ مسلمانوں کا وقار اور طاقت قائم ہوئی تھی اسی طرح حضرت فضل عمر کے زمانہ میں جماعت احمدیہ کی طاقت اور وقار قائم ہوا۔ دیگر اقوام اور ملتوں نے جماعت احمدیہ کی مذہبی اور سیاسی حیثیت کو تسلیم کیا اور اس طرح **نصرت بالرعب** کی وحی الٰہی پوری ہوئی۔

(۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جماعت المسلمین کی اندرونی تنظیم کی۔ بیت المال اور تقسیم سے اور فوجی نظام کے قواعد مرتب کئے۔ یہی موقعہ اللہ تعالےٰ نے حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ کو عنائت فرمایا اور حضور کے زمانہ میں تبلیغ و تربیت بیت المال اور قضا وغیرہ کی باقاعدہ تنظیم کی گئی۔ اور نظارتیں قائم ہوئیں۔

(۸) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عیسائی ممالک میں فتوحات ہوئیں۔ اور مسلمان پہلی دفعہ عرب کے علاوہ عجم میں پھیل گئے اور اللہ تعالےٰ کے فضل و رحم کے ماتحت اور اپنے پاک امام علیہ السلام کی وحی "میں تیری تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا" کے حکم کے ماتحت جماعت احمدیہ کے مبشرین و مبلغین بلاد غرب اور دیگر ممالک میں پھیل گئے۔ اور پرستاران میت یعنی عیسائیوں میں سے ہزارہا لوگ مسلمان ہوئے۔ اور ہورہے ہیں۔ لیکن افسوس مولوی ثناء اللہ کو یہ نور نظر نہیں آتا۔ عیسائیوں نے اسلام پر چڑھائی کرکے ہزارہا مشن بلاد اسلامیہ میں مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے قائم کئے تھے۔ اس کا بدلہ لینے کی توفیق صرف جماعت احمدیہ کو ملی۔ اور مخالفین بمعہ مولوی ثناء اللہ اپنے گھروں میں بیٹھ کر احمدیوں کو گالی گلوچ کرنے کے عظیم الشان جہاد میں مشغول ہے اور اسی بات میں خوش ہیں۔

اور اسکے نشہ میں مخمور اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے گوشت کھانے پر گزارہ اور سہارا ہے۔ اور ان میں سے سب کا سردار اسکو سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ گالیاں دیتا ہے۔

(۹) دشمنان اسلام خواہ وہ عیسائی تھے یا مجوس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سخت خلاف تھے۔ اور آج تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ اسی طرح اندرونی دشمن یعنی شیعہ لوگ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شدید دشمن ہیں۔ اسی طرح حضرت فضل عمر ایدہ اللہ اندرونی اور بیرونی مخالفوں کی شدید عداوت کے ہدف بنے ہوئے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے مخالف اور مولوی محمد علی اور ان کی جماعت اس مماثلت کو اپنے ہاتھوں سے پوری کررہی ہے۔

(۱۰) مالی فتوحات کی یہ حالت ہے کہ آپکے زمانہ سے قبل سالانہ آمد ہزاروں سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ اب لاکھوں روپیہ کی سالانہ آمد ہوتی ہے۔ صرف مرکزی نظارت کا سالانہ بجٹ آٹھ لاکھ کے قریب ہے۔ تحریک جدید اور مقامی اداروں کے چندے اس کے علاوہ ہیں۔ اور اب امریکہ۔ افریقہ اور انگلستان سے بھی چندے آتے ہیں۔ اور یاتین من کل فج عمیق کا نظارہ ہر وقت ہمارے ایمانوں کو تازہ کررہا ہے۔ اور حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے۔ لیکن ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(۱۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالےٰ کا کلام نازل ہوا۔ اور فرمایا کہ میں تجھے بہت سی اولاد دونگا۔ اور یہ اولاد نیک اور بابرکت اور خادم اسلام ہوگی۔ سو اسی طرح ہوا۔ اور صرف یہی نہیں تھا۔ کہ آپ کی اولاد ہوگی۔ بلکہ فرمایا تھا۔ کہ شرکاء کی اولاد منقطع ہوگی۔ چنانچہ اس خاندان کے اس وقت چار افراد بقیہ حیات موجود تھے اس میں سے دو لاولد گئے۔ ایک کی صرف ایک لڑکی وارث ہوئی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک لڑکے سے بیاہی گئی۔ اور ایک کا صرف ایک لڑکا زندہ ہے جو نشانات دیکھ کر خادمان احمدیت میں داخل ہوچکا ہے اور حضرت مسیح موعود کی اولاد میں سے اس وقت ۴۳ افراد بقید حیات موجود ہیں۔ اس طرح ینقطع من اٰباءک و یبدء منک کی وحی الٰہی پوری ہوئی۔ اور حضور کی اولاد میں سے خلیفہ وقت اور خادمان اسلام اور مبلغین اور

مصلح موعود کی پیشگوئی پر گفتگو
اور
شیخ مولا بخش صاحب لائل پوری

راقم ملک عبد الرحمن صاحب خادم بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پلیڈر گجرات

جلسہ سالانہ ۱۹۴۰ء کے موقعہ پر خاکسار کی تقریر "مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق کون ہے" کے عنوان پر تھی ۲۷ دسمبر کو تقریر کے بعد میرے پاس ایک صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے ایک غیر مبایع دوست تمہاری تقریر کے متعلق تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ گو میں سخت عدیم الفرصت تھا کیونکہ علاوہ دیگر کاموں کے اسی دن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر کے بعد رات کو حضور سے جماعت گجرات کی ملاقات کا وقت مقرر تھا۔ مگر تاہم میں نے جواب دیا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر کے بعد ان صاحب کو خاکسار کی جائے قیام (کوٹھی برادر محترم جناب راجہ علی محمد صاحب ای۔ اے۔ سی مہتمم بندوبست لاہور) پر لے آئیں۔ چنانچہ وقت مقررہ پر راجہ صاحب موصوف کی کوٹھی پر ہم سب جمع ہوئے ان غیر مبایع صاحب کے ساتھ جن کا نام شیخ مولا بخش صاحب ہے دو تین ان کے ہم خیال بھی تھے۔ گفتگو کی خبر سن کر آٹھ دس اور دوست بھی شامل ہو گئے جن میں دو تین غیر احمدی معززین تھے گفتگو قریباً دو گھنٹہ تک ہوئی۔

میں نے اس گفتگو کو (علاوہ اس وجہ کے کہ وہ ایک پرائیویٹ گفتگو تھی) اس لئے بھی کوئی اہمیت نہ دی کہ وہ ایک ایسے شخص کے ساتھ تھی جو عربی عبارت تو کجا اردو عبارت بھی درست طور پر پڑھ نہیں سکتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کا یہ حال تھا کہ ان کو اکثر مرتبہ حوالہ بھی خاکسار ہی نکال کر دیتا رہا۔ شیخ صاحب کی علمی حالت کا اندازہ اس امر سے بھی ہو سکتا ہے کہ "پیغام صلح" کا مضمون بھی انہوں نے خود تحریر نہیں کیا بلکہ مولوی عمر الدین صاحب شملوی سے لکھوایا ہے۔ چنانچہ مضمون کے شروع میں جو ایڈیٹوریل نوٹ ہے اس میں لکھا ہے "یہ مضمون جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی نے بھجوایا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ یہ مضمون انہیں جناب شیخ مولا بخش صاحب تاجر لائل پوری نے لکھوایا ہے۔ شیخ صاحب موصوف کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں" ممکن ہے ان الفاظ سے ایڈیٹر صاحب کا مطلب بھی یہی ہو کہ سب لوگوں کو معلوم ہے کہ شیخ صاحب اچھی طرح پڑھ لکھ نہیں سکتے

دخل در تقریر

میں نے شیخ صاحب کو اپنے شبہات بیان کرنے کے لئے اتنا کھلا موقعہ دیا کہ انہیں کہہ دیا کہ خواہ آپ صبح تک بولتے رہیں میں آپ کو نہ روکوں گا۔ بلکہ نہایت خاموشی سے آپ کی تقریر سنوں گا۔ مگر آپ خدا کے لئے مجھے اپنا جواب مکمل طور پر بیان کر لینے دیں۔ انہوں نے تین مرتبہ عہد کیا۔ مگر اوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا کے ارشاد خداوندی پر ایک مرتبہ بھی عمل نہ کر سکے۔ غرض میں نے تو اس گفتگو کا ذکر اخبار میں لانا موزوں نہ سمجھا۔ مگر شیخ مولا بخش صاحب نے اخبار پیغام صلح ۱۲ جنوری ۱۹۴۱ء میں ذیل کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرا دیا۔

"پیشگوئی دربارہ مصلح موعود
خادم صاحب گجراتی سے میری گفتگو"

ثالث مقرر کرنے کا ادعا

اس مضمون میں جس قدر صداقت سے کام لیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ لکھا ہے کہ اس گفتگو کا فیصلہ کرنے کے لئے شیخ محمد صدیق صاحب آف اوکاڑہ کو حکم اور ثالث مقرر کیا گیا تھا۔ اور یہ کہ ثالث مذکور نے فیصلہ شیخ صاحب کے حق میں دیا۔ شیخ مولا بخش صاحب کے سارے مضمون کی بنیاد ان ہی دونوں باتوں پر ہے اور انہیں اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ مضمون کے ابتداء میں ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے اپنی طرف سے جو تعارفی نوٹ دیا ہے اس میں لکھا ہے "فیصلہ کے لئے ایک قادیانی دوست کو ہی حکم قرار دیا گیا اور انہوں نے فیصلہ جناب شیخ صاحب موصوف کے حق میں دیا" اسی طرح خود شیخ مولا بخش صاحب لکھتے ہیں "سلسلہ کلام شروع ہوا۔ اور اس گفتگو کا فیصلہ کرنے کے لئے میاں محمد صدیق صاحب امیر جماعت قادیان اوکاڑہ کو حکم مقرر کر لیا گیا۔ اور سلسلہ کلام اس طرح شروع ہوا"

امر واقعہ کیا ہے

حیرت ہے کہ شیخ مولا بخش صاحب نے یہ ادعا کیوں کیا۔ اس گفتگو میں صرف شیخ مولا بخش صاحب اور شیخ محمد صدیق صاحب ہی نہ تھے بلکہ صاحب خانہ برادر محترم جناب راجہ علی محمد صاحب مہتمم بندوبست لاہور کے علاوہ۔ جناب محمود احمد صاحب پرنسپل انڈسٹریل سکول امرتسر (غیر احمدی) چوہدری فتح محمد صاحب بی۔ اے لاہور (غیر احمدی) پروفیسر مسعود شاہد صاحب ایم۔ اے راشد صاحب سیالکوٹی جناب سید فخر الاسلام صاحب اور ان کے علاوہ اور دوست بھی موجود تھے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس گفتگو کے دوران میں کسی شخص کو بھی ثالث یا حکم نہ صرف مقرر نہیں کیا گیا۔ بلکہ کسی شخص کو ثالث یا حکم یا پریذیڈنٹ بنانے کے متعلق گفتگو تک نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ کسی کو اس قسم کا خیال بھی نہ آیا تھا

گفتگو میں مقابلہ کی صورت نہ تھی

وہ گفتگو کوئی مناظرہ یا مباحثہ کا رنگ نہ رکھتی تھی کہ اس میں کوئی ثالث مقرر کیا جاتا بلکہ محض اس خیال سے تھی۔ کہ شیخ صاحب کچھ سوالات اپنے شکوک کے ازالہ کے لئے کرنا چاہتے تھے۔ اسی غرض سے میں نے وقت دیا تھا۔ اور اسی اثر کے ماتحت ہم وہاں جمع ہوئے تھے۔ چنانچہ گفتگو کے شروع ہونے سے پہلے جب شیخ مولا بخش صاحب نے کہا کہ میرے پاس کتابیں نہیں ہیں تریاق القلوب بھی نہیں ہے۔ تو میں نے ان سے کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ یہ کوئی بحث یا مقابلہ نہیں ہے۔ دوران گفتگو میں بھی میں نے بارہا شیخ صاحب سے کہا کہ میرا مقصد آپ کو لاجواب کرنا نہیں۔ بلکہ محض سمجھانا ہے۔ اور ہم دوستانہ گفتگو کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ پس اول سے آخر تک ایک مرتبہ بھی پریذیڈنٹ یا صدر رنگ مقرر کئے جانے کا ذکر اشارۃً یا کنایۃً نہ صرف میری طرف سے بلکہ شیخ مولا بخش صاحب کی طرف سے بھی نہیں ہوا۔ چہ جائیکہ ثالث اور حکم مقرر ہونے کی گفتگو ہوتی۔ اسی لئے گفتگو میں فریقین کے لئے تقریر کا کوئی وقت بھی معین نہ کیا گیا۔ نہ کوئی شرائط تھیں

اپنے بیان کی تائید میں حلف

اصل حالات بیان کرنے کے بعد میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ شیخ مولا بخش صاحب کے ساتھ گفتگو میں کوئی ثالث یا حکم مقرر نہیں ہوا تھا۔ نہ اس کے تقرر کے متعلق کوئی گفتگو ہی ہوئی تھی۔ نہ اس کا ذکر ہوا تھا اور نہ ہی اس کا خیال تک تھا۔ نہ صرف یہی بلکہ آج تک خاکسار نے کسی مناظرہ یا مذہبی گفتگو میں کسی مذہبی عقیدہ کے تصفیہ کے لئے کوئی ثالث تسلیم نہیں کیا۔ اور نہ ہم مذہبی عقائد کے تصفیہ کے لئے کسی انسان کو ثالث یا حکم مقرر کرنا مذہباً جائز سمجھتے ہیں اس مسئلہ کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشادات بالکل واضح ہیں اور خاکسار کا اپنا عقیدہ ناقابل تردید دلائل کے ساتھ ایک سال ہوا جماعت احمدیہ گنج لاہور کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ پس اگر مصلح موعود کی پیشگوئی پر گفتگو کرنے کے لئے شیخ مولا بخش صاحب کسی شخص

ثالث مقرر کرنے کی تجویز بھی کرتے۔ تو بھی میں اس کو یقیناً رد کر دیتا۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی اور ہے۔ اس موقعہ پر تو شیخ صاحب نے کوئی ایسی تجویز پیش ہی نہیں کی تھی۔

شیخ محمد صدیق صاحب کا فیصلہ

دوسری بات جو یہ کہی گئی ہے۔ کہ شیخ محمد صدیق صاحب نے شیخ مولا بخش صاحب کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس کے متعلق بھی یہی عرض ہے۔ کہ یہ بھی بے بنیاد اور خلاف واقعہ بات ہے۔

اول تو شیخ محمد صدیق صاحب کی رائے کسی پر حجت نہیں۔ خصوصاً اس صورت میں کہ مجھے ابھی تک ان کے متعلق کچھ زیادہ واقفیت نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہے۔ کہ وہ شیخ مولا بخش صاحب کے بھائی ہیں۔ ہاں شیخ محمد صدیق صاحب نے میری موجودگی میں گفتگو کے نتیجہ کے متعلق شیخ مولا بخش صاحب کی تائید میں کسی رائے کا اظہار نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس کے برعکس دوران گفتگو میں مختلف مواقع پر وہ خاکسار کی تائید کرتے رہے۔ جسکے متعدد احباب گواہ ہیں۔

پس شیخ مولا بخش صاحب کے بیان کے اس حصہ کے متعلق بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ انہوں نے جو تحریر فرمایا ہے۔ وہ خلاف واقعہ اور غلط ہے۔

ایک اور ثبوت اس امر کا کہ اس گفتگو کے تصفیہ کیلئے کوئی حکم یا ثالث فریقین کی طرف سے مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ یہ ہے کہ شیخ صاحب نے اپنے سارے مضمون میں ایک جگہ بھی یہ نہیں لکھا۔ کہ شیخ محمد صدیق صاحب (مزعومہ ثالث) نے دوران گفتگو میں یا اس کے اختتام پر خاکسار یا حاضرین مجلس کی موجودگی میں اپنی کسی رائے کا اظہار کیا ہو۔ یعنی یہ کہا ہو کہ فریقین میں سے فلاں فریق غالب رہا۔ یا یہی کہا ہو۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز مصلح موعود ثابت نہیں ہوئے۔ بلکہ پیغام صلح کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مجلس میں شیخ محمد صدیق صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ یہ تھا:-

"ہم نے جو کچھ سمجھنا تھا سمجھ لیا۔ اب آپ اس بحث کی بجائے آگے اور بحث کریں۔ اور بس آگے کچھ ضرورت نہیں۔ اب اس کے بعد یہ گفتگو ہو۔ کہ آیا میاں صاحب اپنے آپ کو مصلح موعود قرار دیتے ہیں یا نہیں؟..." اب اس پر بھی مزید بحث کی ضرورت نہیں۔ اسلئے بحث ختم ہو گئی"۔

یہ ہیں مجموعی طور پر وہ فقرات جو شیخ محمد صدیق صاحب کی طرف پیغام صلح کے مضمون میں منسوب کئے گئے ہیں۔ ان میں اُن کی طرف سے کسی رائے کا اظہار نہیں ہے۔ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ فی الحقیقت شیخ محمد صدیق صاحب نے یہ فقرات کہے۔ تو بھی ان سے یہ کہاں ثابت ہوا۔ کہ ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ شیخ مولا بخش صاحب فتح یاب رہے؟ بلکہ اگر ان سے کچھ نکل سکتا ہے۔ تو یہ کہ (۱) شیخ محمد صدیق صاحب اس مجلس میں ثالث یا حکم بن کر نہیں۔ بلکہ اس مسئلہ کو "سمجھنے" کے لئے بیٹھے تھے (۲) انہوں نے بحث کے اختتام تک اپنی کسی رائے کا اظہار نہ کیا۔

پھر طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پیغام صلح کے مزعومہ ثالث نے "فیصلہ" کب دیا؟ تو اس کے جواب میں شیخ مولا بخش صاحب لکھتے ہیں:-

"ہم یہاں سے اس گفتگو کو ختم کر کے جب واپس آ رہے تھے۔ تو پھر شیخ محمد صدیق صاحب امیر جماعت قادیانی اکاڑہ نے فرمایا۔ کہ ہم سمجھ گئے ہیں۔ کہ خادم صاحب کی تقریر جو جلسہ میں کی گئی تھی۔ وہ یکطرفہ خیالات تھے۔ اور بحث سے یہ ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فیصلہ نہیں کیا۔ کہ مصلح موعود کون ہے؟ ...... اس فیصلہ کو سنتے ہی میاں عطاء اللہ صاحب مالک طور ملز بہت ہی خوش ہوئے۔ اور کہا۔ کہ لیجئے! حکم کا فیصلہ بھی آپ ہی کے حق میں ہو گیا۔" (پیغام صلح ۲۷ جنوری ۴۱ء)

گویا جب بحث ختم کر کے شیخ مولا بخش صاحب اور اُن کے رفیق معہ شیخ محمد صدیق صاحب مجلس سے چلے گئے۔ تو ہماری غیر حاضری میں۔ رستہ میں یا گھر پہنچ کر ان کو یہ "فیصلہ" سنایا۔ اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ ان کے مزعومہ حکم نے مجلس کے سامنے فریق ثانی کی موجودگی میں کوئی فیصلہ نہ سنایا تھا۔

ناظرین غور فرمائیں۔ کہ جن مجالس میں فریقین متنازعہ مسئلہ کے تصفیہ کے لئے کسی شخص کو ثالث یا حکم مقرر کیا کرتے ہیں۔ کیا اُن میں ثالث اسی طرح فیصلہ سنایا کرتے ہیں؟ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ بحث ختم کر کے جب سب لوگ چلے جائیں۔ مجلس برخاست ہو جائے۔ اور ثالث بھی اٹھ کر چلا جائے۔ تو راستہ میں ایک فریق کے سامنے ثالث اپنی رائے کا اظہار کرے؟ پس راستہ میں ایک فریق کے کان میں "فیصلہ" سنانا خود اپنی ذات میں اس امر کا ثبوت ہے کہ دراصل اس مجلس میں تصفیہ گفتگو کیلئے کوئی ثالث یا حکم مقرر نہ کیا گیا تھا۔

پس شیخ مولا بخش صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ شیخ محمد صدیق صاحب گفتگو کا فیصلہ کرنے کیلئے حکم قرار پائے تھے اور پھر یہ کہ شیخ صاحب نے ان کے حق میں فیصلہ دیا سراسر خلاف واقعہ بات ہے۔ (باقی)

خریداران الفضل جنکی خدمت میں وی۔پی ارسال ہونگے

ذیل میں ان احباب کی فہرست درج کی جاتی ہے۔ جن کا چندہ ۱۲ر فروری ۱۹۴۱ء سے ۲۰ مارچ ۱۹۴۱ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ اُن میں وہ احباب بھی شامل ہیں۔ جو ماہوار چندہ ارسال فرمایا کرتے ہیں۔ ان کے نام محض اطلاع کی غرض سے شائع کئے گئے ہیں۔ تا وہ حسب دستور چندہ ارسال فرما دیں۔ دوسرے تمام احباب کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ ازراہ کرم ۱۰ر مارچ ۱۹۴۱ء سے قبل اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ یا اس تاریخ سے قبل وی۔پی روکنے کے متعلق اطلاع بھجوا دیں۔ جو احباب ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی اختیار نہ کریں گے۔ ان کے متعلق یہی سمجھا جائیگا۔ کہ وہ وی۔پی وصول فرمانے کیلئے طیار ہیں۔ پھر اگر ان کی خدمت میں وی۔پی پہنچے تو ان کا فرض ہوگا۔ کہ وصول فرمائیں۔

بعض دوست نہ رقم ارسال فرماتے ہیں۔ اور نہ وی۔پی روکنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ لیکن جب وی۔پی جائے۔ تو واپس کر دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی گلہ بھی کرتے ہیں۔ کہ پرچہ کیوں بند کیا گیا یہ طریق سراسر نقصان دہ ہے۔ جس سے احباب کو احتراز کرنا چاہیئے۔ (خاکسار منیجر الفضل)

1 میاں غلام حسین صاحب
31 ڈاکٹر عمرالدین صاحب
61 چوہدری غلام احمد صاحب
161 پیر حاجی احمد صاحب
171 ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
196 ڈاکٹر محمد صدیق صاحب
261 میاں غلام رسول صاحب
267 میاں غوث محمد صاحب
329 نواب اکبر یار جنگ صاحب
362 بابو عبدالغفور صاحب
482 ملک عبدالعزیز صاحب
279 مولوی عبدالحی صاحب
793 مولوی عمرالدین صاحب
1074 منشی سلطان عالم صاحب
1326 ایم محمد رفیع صاحب
1626 ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب
1699 محمد عبدالمجید صاحب

1709 ماسٹر شبیر عالم صاحب
1722 چوہدری عبدالمالک صاحب
1838 منشی بلند خانصاحب
1892 مولوی محمد حسین صاحب
2046 ایم محمد عظیم الدین صاحب
2160 میاں ابراہیم صاحب
2376 عبدالرشید صاحب
2556 محمد یوسف صاحب
2755 ڈاکٹر برکت اللہ صاحب
2994 ابوالمظفر محمد رفیق صاحب
3430 منشی عبدالعزیز صاحب
3515 محمد شفیع صاحب
3748 شیخ بدرالدین صاحب
4011 شیخ محمد کرم الٰہی صاحب
4416 بابو محمد حسین صاحب
4423 منشی کریم بخش صاحب
4624 مرزا محمد علی صاحب

4669 غلام رسول صاحب
4748 چوہدری ابوالہاشم خانصاحب
4759 حافظ عبدالسلام صاحب
5316 خلیل شاہ صاحب
5649 منشی اللہ دتا صاحب
5743 چوہدری محمد شریف صاحب
5834 ڈاکٹر اعظم علی خانصاحب
6122 عبدالرشید خانصاحب
6186 میجر حبدار محمد خانصاحب
6256 بیگم نواب محمد علی خانصاحب
6321 بابو محمد عالم صاحب
6740 شمس الدین صاحب
6736 خدا بخش صاحب
6767 بابو احمد اللہ خانصاحب
6881 ننھے خانصاحب
6940 سلطان علی صاحب
7483 کریم بخش صاحب

7214 محمد عبدالسمیع صاحب
7253 بابو خورشید احمد صاحب
7461 بابو عبدالغنی صاحب
7840 پیر عبدالعلی صاحب
7917 چوہدری غلام حسین صاحب
7962 ڈاکٹر چوہدری محمد انور صاحب
8075 رشید احمد صاحب
8165 بابو غلام محمد صاحب
8310 قاضی ظہور الدین صاحب
8319 محمد شفیع صاحب
8476 ڈاکٹر فضل کریم صاحب
8509 محمد اکمل صاحب
8647 قادر بخش صاحب
8720 بابو محمد منیر صاحب
8841 چوہدری غلام محمد صاحب
9077 سید حسام الدین صاحب
9092 ایم۔ اے جلیل فیضی صاحب
9157 شیخ محمود حسین صاحب
9170 خادم علی صاحب
9226 حاجی محمد صاحب

9273 ملک شیر محمد صاحب
9316 غلام احمد صاحب
9351 شکر الٰہی صاحب
9389 ڈاکٹر محمد احمد صاحب
9443 محمد صاحب حکیم
9455 مرزا عبدالحق صاحب
9463 چوہدری دوست محمد صاحب
9605 مولوی محمد علی صاحب
9687 ایم محمد حسین صاحب
9824 ایم۔ ایچ مرغوب اللہ صاحب
9830 بابو فضل کریم احمد صاحب
9848 ڈاکٹر نور احمد صاحب
9867 سید عنایت حسین صاحب
9874 عبداللہ صاحب
9947 شیخ مولا بخش صاحب
9956 ڈاکٹر ایس ایم احمد صاحب
9958 فضل کریم صاحب بی۔ اے
9964 آئی۔ اے حکیم صاحب
10097 پیر محمد شاہ صاحب
10108 سلیم اللہ صاحب

10131 محمد رمضان احمد صاحب
9534 راجہ محمد نواز صاحب
10162 عبدالکریم صاحب
10177 امیر جماعت احمدیہ
10178 ڈاکٹر محمد رمضان صاحب
10190 میاں نذیر احمد صاحب
10260 ڈاکٹر نذیر احمد خانصاحب
10294 سید نور حسن شاہ صاحب
10311 شیخ نواب الدین صاحب
10325 ڈاکٹر لال الدین صاحب
10376 ڈاکٹر مرزا عبدالقیوم صاحب
10565 پیارا لعل صاحب
10569 حافظ بشیر احمد صاحب
10591 ڈاکٹر ایم رفیع اللہ صاحب
10600 میر مرید احمد صاحب
10888 بابو رحمت اللہ صاحب
10914 ماسٹر نواب الدین صاحب
10920 میر حمید اللہ صاحب
11500 حاجی محمد بخش صاحب
11253 چوہدری محمد فضل صاحب

11284 دین محمد صاحب
11294 ملک عمر علی صاحب
11306 سیٹھ حاجی الیاس نور محمد صاحب
11545 شیخ احمد علی صاحب
11579 محمد بخش صاحب
11619 منشی فیروز الدین صاحب
11624 عبدالحکیم صاحب
11668 فدا حسین خان صاحب
11776 میسرز کاز ریڈیو
11777 مرزا رمضان علی صاحب
11780 ابو بشیر رحمت اللہ صاحب
11785 احمد علی صاحب
11786 مسٹر ایس۔ ایس خانصاحب
11810 محمد جمشید صاحب
11853 ڈاکٹر محمود صاحب

11857 میاں محمد حسین صاحب
11867 میاں محمد یوسف صاحب
11868 میر امان اللہ صاحب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۲ فروری۔ آج کل جرمنی اور اٹلی یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جنوب مشرقی یورپ اور مغربی یورپ دونوں میں چند ہی دنوں کے اندر بعض اہم واقعات رونما ہونے والے ہیں اور جرمن ڈبکنی کشتیوں کی لڑائی بڑے زور سے لڑے گا۔ انگلینڈ پر زیادہ شدت اور تیزی کے ساتھ ہوائی حملے کرے گا برطانیہ پر چڑھائی کر دے گا۔ اور جبرو روم کی گتھی کو ہمیشہ کے لئے سلجھا دے گا۔ اطالوی اخبارات بھی بڑے زور سے یہ خبریں شائع کر رہے ہیں اور ہنگری کے ریڈیو سے بھی اعلان ہوا ہے کہ چونکہ موسم اب اچھا آ رہا ہے اس لئے برطانیہ پر جرمنی اور اٹلی دونوں کی طرف سے بہت بڑا حملہ ہونے والا ہے مگر برلن اور جرمنی کے کسی اور شہر میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی گئی جس سے ظاہر ہو کہ جرمنی عنقریب کوئی بڑا حملہ کرنے والا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ تمام باتیں زبانی جمع خرچ ہی ہوں۔

لنڈن ۲۳ فروری۔ یونان سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ یونان کے گشتی دستوں نے دشمن کی ٹوہ میں گشت لگایا اور توپوں نے اطالوی فوجوں پر گولہ باری کی۔ اب کچھ اور اطالوی قید کر لئے گئے ہیں۔ اطالویوں کی جن چوکیوں پر یونانی فوجوں کا قبضہ ہے ان کی وجہ سے اطالوی مورچوں پر بڑی آسانی سے حملہ کیا جا سکتا ہے۔

لنڈن ۲۳ فروری۔ برطانیہ کی ہوائی وزارت نے اعلان کیا ہے کہ کل جرمن جہازوں نے بہت کم برطانیہ پر چھاپے مارے۔ البتہ شام کو شمال مشرقی سکاٹ لینڈ کے ایک شہر پر بم برسائے گئے جن سے چند لوگ زخمی ہوئے۔ جنوب مغربی انگلینڈ میں بھی ہوائی حملوں سے کچھ لوگ مارے گئے۔ جمعہ سے لے کر اب تک جرمنی کے چار بمبار گرائے جا چکے ہیں۔

نئی دہلی ۲۳ فروری۔ ملایا میں ہندوستانی فوجیں برابر ٹریننگ حاصل کر رہی ہیں۔ تاکہ سنگاپور اور ملایا کی حفاظت کی جا سکے۔

نئی دہلی ۲۳ فروری۔ آج نئی دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک جلسہ ہوا جس میں یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا کہ کانگرس نے موجودہ تحریک ستیہ گرہ صرف اس لئے شروع کی ہے کہ برطانوی گورنمنٹ نے ہندوستان کے آئین اور اقلیتوں کے تحفظ کے متعلق جو پالیسی اختیار کی ہوئی ہے اس سے وہ ہٹ جائے اگر کانگرس سے کوئی ایسی رعایت کی گئی ہے جس کا اثر مسلمانوں پر پڑا تو مسلم لیگ اس کے مقابلہ کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرنے سے دریغ نہیں کرے گی۔

لنڈن ۲۲ فروری۔ امریکہ کے سمندری محکمہ کے فیصلہ کے ماتحت امریکہ کا جنگی اور ہوائی جہاز لے جانے والے جہازوں کا بیڑہ مشرق بعید میں برطانیہ کی مدد کے لئے بھیجا جا رہا ہے اس میں چار چار انجنوں والے ہوائی جہاز بھی ہوں گے۔

بلغراڈ ۲۲ فروری۔ معلوم ہوا ہے جرمن فوجوں نے گوگو اور رشو کے درمیان دریائے ڈینیوب میں کشتیوں کے پل ڈال دئیے ہیں۔ ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ کل رات جرمن فوجوں نے دریائے ڈینیوب میں پانچ جگہ کشتیوں کے پل ڈالے۔ لیکن اگلی صبح ان کو نکال لیا گیا۔

لنڈن ۲۲ فروری۔ کئی میل کے محیط میں سمائی ہوئی جرمن مشینی فوجیں کل رومانیہ کے رستے ڈینیوب کی سرحد اور بلغاریہ کی طرف روانہ ہو گئی ہیں۔ رائٹر کی اطلاع ہے کہ جرمن فوجیں بلغاریہ میں داخل ہو گئی ہیں۔

لنڈن ۲۲ فروری۔ برطانی فوجوں نے بحیرہ روم کے دو اہم جزیروں پر قبضہ کر لیا ہے۔

کلکتہ ۲۲ فروری۔ گاندھی جی اور مسٹر سبھاش چندر بوس کی وہ خط و کتابت جس میں مسٹر بوس نے موجودہ ستیہ گرہ تحریک میں گاندھی جی کو اپنے غیر مشروط تعاون کی پیشکش کی تھی شائع ہو گئی ہے۔ گاندھی جی نے جواب دیا تھا کہ آپ یا آپ کا بلاک ستیہ گرہ تحریک میں شامل نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمارے درمیان بنیادی اختلافات ہیں۔

لنڈن ۲۳ فروری۔ جاپان کی ڈومے ایجنسی کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ انڈو چائنا میں جاپانی افسر اس بات کو سن کر سخت بے چین ہو رہے ہیں۔ کہ فرانسیسی افسر لڑائی کی تیاری کر رہے ہیں انڈو چائنا کے گورنر جنرل نے لوگوں کو حکم دیدیا ہے کہ انہیں ہر خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ آپ نے نوجوانوں سے بھی اپیل کی ہے کہ انہیں جلد سے جلد فوج میں بھرتی ہو جانا چاہیئے۔

لنڈن ۲۳ فروری۔ ٹوکیو کے اخبارات نے بلغاریہ والوں سے کہا ہے کہ انہیں موجودہ حالات میں کسی قسم کی گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہیئے

لنڈن ۲۳ فروری۔ ترکی کے تمام اخبارات نے جرمنی اور اٹلی کے ان دعووں کو جھوٹا بتایا ہے کہ ترکی اور بلغاریہ میں جو سمجھوتہ ہوا ہے اس سے جرمنی کی جیت ظاہر ہوتی ہے۔ ایک ترکی اخبار "الاہرام" لکھتا ہے کہ جرمنی اور اٹلی کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹا ہے ترکی نے اس سے پہلے جس قدر سمجھوتے کئے ہوئے ہیں ان پر وہ پوری مضبوطی سے قائم رہے گا۔ ترکی سیاسی جوا نہیں کھیلتا اور نہ وہ چمگادڑ کی طرح جس کا پلہ بھاری ہو اس کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے وہ اپنے تمام دعووں پر قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔

لنڈن ۲۳ فروری۔ ترکی پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے ایک مشہور اخبار میں لکھا ہے کہ ترکی کے برطانیہ کے متعلق آج بھی وہی خیالات ہیں جو ۱۹۱۹ء میں تھے۔ اس کے برطانیہ سے دوستانہ تعلقات بدستور قائم ہیں اور یہ دوستی کبھی ٹوٹ نہیں سکتی۔

پٹنہ ۲۳ فروری۔ آج پٹنہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ایس سنہا نے چھپرا میں صوبہ بہار کے ٹیچروں کی کانفرنس کا صدارتی ایڈریس پڑھتے ہوئے موجودہ جنگ کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس لڑائی سے ہمارے ملک کو کیا خطرہ ہے آپ نے کہا اس وقت دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ تمام گتھیاں طاقت کے بل بوتے پر ہی سلجھ سکتی ہیں۔ جب اس قسم کے لوگوں کو کچل دیا جائے گا تو اس وقت معلوم ہو گا کہ طاقت کا طاقت سے مقابلہ کرنا چاہئے یا اہنسا سے مولینی نے اس بارہ میں پہلا سبق سیکھ لیا ہے اور ہٹلر عنقریب سیکھ لے گا۔ مگر اس وقت صرف اس پالیسی پر عمل کیا جا سکتا ہے کہ جو لوگ تشدد پر کمربستہ ہوں ان کا مقابلہ اسی طریق سے کیا جائے۔ آپ نے بتایا کہ اب آہستہ آہستہ برطانیہ کا پلہ بھاری ہوتا جائے گا۔ مگر ہندوستانیوں کو بھی چاہیئے کہ اس بلند مقصد کے لئے انتھک کوششیں کریں اور ہر قسم کی قربانی سے کام لیں۔

بھوپال ۲۳ فروری۔ بھوپال کے ایک فوجی افسر نے لڑائی کے میدان سے ایک چٹھی لکھا ہے جس میں انہوں نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ بھوپال کی فوج لڑائی کے میدان میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں دکھانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ ریاست کی نیک نامی ہو۔ آپ نے کہا امید ہے کہ نواب صاحب بھوپال کو اپنی فوج کے متعلق جو توقعات ہیں وہ ضرور پوری ہوں گی۔ اس چٹھی میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ فوج نہایت آرام میں ہے۔ اور انہیں ہر قسم کی سہولت کے سامان میسر ہیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی